Lesson 1: Ale Imraan (Ayaat 1 - 13): Day 127

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ کی تفسیر

اگلی آیت اللہ کی ربوبیت کی ایک اور نشانی:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۗ ﴿٥﴾ بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی شے چھپی ہوئی نہیں ہے (نہ کوئی چیز) زمین میں اور نہ کوئی چیز (آسمان) میں۔

یہ نصرانیوں سے کہا جا رہا ہے۔ کہ اللہ تو وہ ہے جس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ کیا عیسیٰؑ میں بھی یہ خوبی ہے؟ عیسیٰؑ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ تم کیسے اُن کے بارے میں دعوے کرتے ہو؟ اللہ کو الہ ماننے کے دلائل دئے جا رہے ہیں۔ جیسے ہم نے آیۃ الکرسی میں پڑھے تھے۔

1. الہ وہ ہے جو لوگوں کی ہدایت کا بھی انتظام کرے۔ تورات، انجیل اور قرآن نازل کرے۔
2. اللہ وہ ہے جو لوگوں کے دلوں کے حال جانتا ہے۔

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۗ لَئِلَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦﴾

وہ ایسی ذات (پاک) ہے کہ تمہاری صورت (شکل) بناتا ہے ارحام میں جس طرح چاہتا ہے۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس کے وہ غلبہ والے ہیں حکمت والے ہیں۔

3. اللہ کو سب علم ہے۔ یہاں اللہ کی قدرت کی بات ہے۔ یہاں عیسیٰؑ کی ولادت کی طرف اشارہ ہے۔ اپنا عقیدہ خراب نہ کرو۔ عیسیٰؑ صرف ایک انسان تھے وہ اللہ کا بیٹا نہیں ہے۔

يُصَوِّرُكُمْ: ص ور۔ مائل کرنا۔ صورت اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ رحم کی جمع ارحام۔ جہاں بچے

نشوونما پاتا ہے۔ ہماری صورت اللہ کا فیصلہ ہے۔ اللہ کا شکر ادا کریں۔

آج ہمارے فیشن ہی بدل گئے ہیں۔ نئی چیز کا فیشن چل جاتا ہے۔ سجا اور سنور ناجائز ہے۔ لیکن قدرت اور فطرت کے قریب رہیں۔ اللہ نے تمہاری صورتیں بنائی ہیں۔ تصویریں بنانا اسلام میں جائز نہیں ہے۔ آپ قدرت کی تصویریں دیکھیں۔ بچوں کو دیکھیں۔ رب کی قدرت کا شاہکار دیکھیں۔ ماں کے پیٹ کے تین اندھیروں میں بچے کی تخلیق کی جاتی ہے۔ یہ صرف اللہ کر سکتا ہے۔

ماں کو بھی نہیں پتا ہوتا کہ اُس کے پیٹ میں بچہ کیسے پرورش پارہا ہے۔ آپ بچوں کو روتے اور ہنستے دیکھیں۔ کیسی جیتی جاگتی بولتی تصویریں ہیں۔ یہ صرف اللہ کر سکتا ہے۔

بچہ ماں کے رحم میں کیسے بے بس ہوتا ہے۔ پھر انسان کیا کچھ بن جاتا ہے۔ بچہ معصوم ہوتا ہے۔ نرم اور بھولا۔ بچے کی تخلیق پر غور و فکر کریں۔

پہلے بھی کتاب کی بات ہوئی اب آگے بھی کتاب کی بات۔ درمیان میں انسان کی تخلیق پر بات کی گئی ہے کہ اللہ کیسے بندے کو پیدا کرتا ہے اور اُس کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ جیسے انسان کو کھانے پینے کی ضرورت ہے ویسے ہی روحانی غذا کی بھی ضرورت ہے۔

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۗ ط
فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلَةٍ ۗ
وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ كُلُّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ
وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٤٠﴾ وہ ایسا ہے جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں کا ایک

حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں (اس کتاب کا اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں۔ سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے اسی

حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈنے کی غرض سے اور اس کا (غلط) مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے حالانکہ ان کا (صحیح) مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار (اور فہیم) ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں (یہ) سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں۔

یعنی آیات دو قسم کی ہیں۔ ایک تو حکم والی، واضح۔ دوسری کچھ تفصیل طلب (مثنابہ) جیسے آیات دو قسم کی ہیں ایسے ہی انسان بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جو سیدھے راستے پر ہیں۔ اللہ کا حکم سنتے ہی مان لیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو اللہ کے احکام میں بہانے اور تاویلیں ڈھونڈتے ہیں۔ فتنے چاہتے ہیں۔ اسلام میں کمزوریاں ڈھونڈتے ہیں۔

جنہوں نے علم کی اصل پالی وہ کہتے ہیں کہ "جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار (اور فہیم) ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں (یہ) سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں۔"

اللہ نے دو دنیائیں بنائی ہیں۔ ایک ہماری آج والی۔ ایک آخرت والی۔ ہم یہاں رہتے ہیں تو اللہ نے ہمیں یہاں رہنے کے احکام دئے ہیں۔ یعنی عبادات اور ہمارے عمل کے احکام۔ یعنی محکم آیات۔ قرآن کا اصل مدعا یہی آیات ہیں۔

دوسرا آخرت۔ قیامت۔ اللہ کا وجود۔ موت۔ فرشتے۔ جنت اور جہنم۔

ایسی آیات جن کا غیب سے تعلق ہے۔ یعنی تشابہات آیات۔ اُن کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔

محکم آیات کی مثالیں: عقائد۔ عبادات۔ پُرانے قصے۔ قوموں کے احوال۔ انسان کی پیدائش۔

تشابہات کی مثالیں۔ حروفِ مقطعات۔ اللہ کی صفات۔ اللہ کا وجود۔ ہمیں ان معاملات میں زیادہ بات نہیں کرنی چاہئے۔

ایک ایسا فرقہ بھی گزرا ہے جنہوں نے تشابہات میں بہت زیادہ غور و فکر کیا اور اپنے پاس سے دلائل دینے شروع کر دئے اور گمراہ ہو گئے۔

مثال یوں ہے کہ بچے کو اپنے والدین کی ہر بات سمجھ نہیں آتی۔ اسی طرح اللہ اور رسول ﷺ کی ہر بات سمجھ نہ بھی آئے تو ہم نے یہی کہنا ہے کہ **سمعنا و اطعنا**۔ بس سُن لیں اور مان لیں۔ ہمارا کام عمل کرنا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر بات ہماری عقل کے مطابق ہو۔ ہمارا علم بہت محدود ہے۔

کسی بھی موضوع پر قرآن۔ حدیث۔ صحابہ کرام اور ہمارے اسلاف کیا کہتے تھے؟

ہمیشہ ماضی کو دیکھیں کہ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین نے کیسے عمل کیا؟

تشابہات کو ہمیشہ آگے آنے والے وقت کے حساب سے دیکھ لیں۔ بہت ساری آیات آج سائنسی علوم کی وجہ سے زیادہ اچھی طرح سمجھ آرہی ہیں۔

سورۃ نحل میں آنے والے زمانے کی سواریوں کا بھی ذکر ہے۔ بس ایمان لے آئیں۔ اپنی عقل کو چھوٹا سمجھ لیں۔ صرف قرآن کو سمجھ لیں۔

امام تیمیہؒ کو جب کوئی آیت سمجھ نہ آتی تو یہی دعا کرتے؛ **یا معلم ابراہیم علمنی۔۔۔**

اے ابراہیمؑ کو علم دینے والے مجھے بھی علم عطا فرما۔ اے سلیمانؑ کو فہم دینے والے مجھے بھی فہم عطا فرما۔

امام تیمیہؒ ایک ہی آیت کو بار بار پڑھتے تھے حتیٰ کہ سمجھ آجاتی۔ امام شافعیؒ نے ایک مسئلے کو سمجھنے کے لئے تین سو بار قرآن پڑھا اور پھر وہ مسئلہ سمجھ میں آگیا۔

قرآن پر غور و فکر کریں اور اللہ سے دعائیں کریں۔

وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ یہ کون لوگ ہیں؟ قرآن پر فوکس ہو جائیں۔ ڈوب کر علم حاصل کریں اور کائنات کا مشاہدہ کریں۔ گہرائی میں جائیں۔

جب بندے کو علم کا رسوخ ملتا ہے تو ان کی دعائیں کیسی ہوتی ہیں؟

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۗ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾
﴿۸﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيثَاقَ ﴿۹﴾ ﴿۹﴾

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجیے بعد اس کے کہ آپ ہم کو ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمائیے۔ بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔ (۸) اے ہمارے پروردگار آپ بلاشبہ تمام آدمیوں کو (میدانِ محشر میں) جمع کرنے والے ہیں اس دن میں جس میں ذرا شک نہیں (اور) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلاف کرتے نہیں وعدے کو۔

یہاں اللہ نے علم میں پختگی پانے والوں کی دُعاؤں کو ذکر کیا ہے۔

ہمارے لئے ایک نمونہ دکھا دیا۔ کہ جتنا زیادہ ہدایت ملتی ہے انسان اللہ کے قریب ہوتا ہے اور اپنی کمزوریوں کو دیکھنے اور سمجھنے لگتا ہے۔ اللہ سے دعائیں کرنے لگتا ہے۔

جتنا زیادہ انسان ہدایت سے دُور ہوتا ہے اتنا ہی لاپرواہ ہوتا ہے کہ دوسروں سے تو اچھا ہی ہوں۔ پھر کیا ہوا۔ وہ اپنے سے نیچے والوں سے اپنا تقابل کرتا ہے۔

ہدایت یافتہ انسان کو اپنی زیادہ فکر پڑ جاتی ہے۔ اگر آپ اوپر جا رہے ہوں تو نیچے گرنے کا زیادہ ڈر ہوتا ہے۔ رُک نہیں سکتے۔ نیچے کھڑے ہوں تو گرنے کا ڈر کم ہوتا ہے۔ اب آپ آہستہ آہستہ اوپر جا رہی ہیں۔ ارد گرد کے لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ جیسے جیسے آپ قرآن کے سفر میں اوپر جا رہے ہیں ویسے ہی آپ ہدایت پارہے ہیں۔

یہ دعا بہت پیاری ہے۔ اصل خزانہ قرآن کا علم ہے۔ آج سے آپ دعائیں کریں۔ اپنے ایمان اور دین کے علم کی دعائیں کریں۔ اللہ سب کو فتنوں سے بچائے۔

اپنی اولاد اور وقت کو سنبھال کر استعمال کریں۔ وقت قیمتی دولت ہے ضائع نہ کریں۔ مہمان کی خدمت کریں لیکن علمی گفتگو کریں۔

امام نوویؒ کو لوگ ملنے آتے تو وہ اپنے قلم تراشنے پر لگا دیتے یا پتے سکھانے پر۔ لوگ بوریت سے اُٹھ کر چلے جاتے۔

وَالرَّسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کون ہیں؟ علیؑ فرماتے ہیں کہ اچھا عالم۔ جو لوگ مسئلہ معلوم کرنا چاہیں تو وہ بتا دے۔ اگر لوگ نہ بات کرنا چاہیں تو وہ بھی پرواہ نہ کرے۔

اس خیال میں نہ رہیں کہ لوگ تعظیم کریں۔ وسیع دل کے مالک ہوں یہ نہیں کہ میری جماعت میرا گروہ۔

جس کی قسم سچی ہو۔ جس کا پیٹ حرام سے محفوظ ہو۔ جس کی شرمگاہ حرام سے محفوظ ہو۔
ایک علم والے کچی ڈھونڈنے والے ہیں۔ بحث کرنے والے ہیں۔

لیکن اصل علم والے اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ اور قرآن و سنت پر عمل کرنے والے ہیں۔ یہ علم میں راسخ لوگ ہیں۔ اللہ ہمیں حقیقت میں **وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ** بنا دے۔ آمین

آگے نیا موضوع شروع ہو رہا ہے؛ یہ سورۃ 3 ہجری میں غزوہ اُحد کے موقع پر نازل ہوئی۔

یہ رکوع جو اب ہم پڑھ رہے ہیں یہ غزوہ بدر کے بعد نازل ہوا۔ بدر کی فتح کے بعد مسلمانوں کا مورال بلند تھا۔ لیکن جب بدر کے بعد مسلمان فتح یاب ہو کر لوٹے تو مدینہ کے کچھ یہودی قبائل نے مسلمانوں سے کہا کہ اتنا خوش نہ ہو۔ تمہارا مقابلہ قریش کے ناتجربہ کار لوگوں سے تھا۔ کبھی ہم سے لڑے تو تمہیں پتالگ جائے گا۔ یہود نے دھمکیاں دیں۔

دوسری طرف کفارِ مکہ نے واپس جا کر جنگ کی دوبارہ تیاری شروع کر دی۔ اور اپنا مال جنگ کی تیاری میں لگا دیا۔ اور اپنے بیٹوں کو جنگ کی تربیت دینے لگے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِي عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿۱۰﴾ بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہر گز ان کے مال (دولت) اور نہ ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ ہونگے۔

پھر ساتھ ہی فرعون کی مثال دے دی گئی؛

كذَابِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ فَآخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ ط
 وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور ان سے پہلے والے (کافر) لوگوں
 کا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر دار و گیر فرمائی ان کے گناہوں
 کے سبب۔ اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔

تو پھر ایسے اکڑ کرنے والوں سے اللہ کے نبی ﷺ یہ فرمادیں کہ؛

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سِتْرٌ وَاسْتَغْلِبُونَ وَتُخْشِرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۗ وَبِئْسَ الْبِهَادُ ﴿١٢﴾ قَدْ كَانَ
 لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۗ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ تَكْفُرُ وَمِنْهُمْ
 مِمَّنْ غَلَبَتْهُمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۗ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي
 الْأَبْصَارِ ﴿١٣﴾

آپ ان کفر کرنے والوں سے فرمادیجیے کہ عنقریب تم (مسلمانوں کے ہاتھ سے) مغلوب کیے جاؤ گے
 اور (آخرت میں) جہنم کی طرف جمع کر کے لیجائے جاؤ گے اور وہ (جہنم) ہے بُرا ٹھکانا۔ (۱۲) بے شک
 تمہارے لیے بڑا نمونہ ہیں دو گروہوں (کے واقعہ) میں جو کہ باہم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے
 تھے ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے تھے (یعنی مسلمان) اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے یہ کافر اپنے کو
 دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمان سے کئی حصہ (زیادہ) ہیں کھلی آنکھوں دیکھنا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی امداد
 سے جس کو چاہتے ہیں قوت دیدیتے ہیں۔ (سو) بلاشک اس میں بڑی عبرت ہے (دانش) بینش والے
 لوگوں کو۔ (۱۳)

غزوہ بدر کے بعد مسلمانوں کا حوصلہ بلند کیا جا رہا ہے۔

کفار ایک ہزار تھے۔ مسلمان 313 تھے۔ یہاں یہ معنی ہیں کہ مسلمانوں کو کافر (یعنی اصل سے بھی) زیادہ نظر آرہے تھے اور کافروں کو مسلمان (یعنی اصل سے بھی) کم نظر آرہے تھے۔

اللہ نے غزوہ بدر کی مثال سامنے رکھ دی اور کفار کی اصلیت بیان کر دی۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ مسلمانوں کو کافر 616 نظر آرہے تھے۔

یہ صرف جنگ کی بات نہیں۔ اصل زندگی میں بھی دیکھ لیں۔ کچھ لوگوں سے آپ کام کہیں تو وہ کہتے ہیں کہ انشاء اللہ ہو جائے گا۔ وہ نیکی کے کام کے لئے تیار رہتے ہیں۔ کئی لوگ سوچتے ہی رہ جاتے ہیں۔ اللہ کی معرفت کا علم، ہر ناممکن کام کو ممکن کر دیتا ہے۔ ایمان مضبوط ہو تو بڑے سے بڑا کام آسان لگتا ہے۔ قرآن سے جڑے لوگوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں۔

جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

ایمان زندہ ہو تو ہر مشکل آسان ہوتی ہے۔ جب کوئی نیک کام کرنا ہو تو انسان صحیح طریقے سے کرے۔

اللہ ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر لے۔ آمین